السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میت کو ثواب پہنچانے کے لیے قرآن مجید کی تلاوت کروانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

میت کو ثواب پہنچانے کے بارے میں (ہر میت کے بارے میں خواہ وہ میت باپ ہو ماں ہو یا کوئی اجنبی) علماء حق کا اختلاف ہے۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ علیہ وغیرہ اس طرف گئے ہیں کہ ہر میت کو ثوب پہنچایا جا سکتا ہے اور ہر کوئی پہنچا سکتا ہے یعنی وہ میت کا کائی عزیز ہو یا اجنبی جیسا کہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ علیہ کی کتاب "کتاب الروح" میں واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔

موجودہ اہلحدیث میں سے بھی بعض کا یہی خیال ہے لیکن راقم الحروم احقر العباد کو دلائل کے لحاظ سے یہ سمجھ میں آیا ہے کہ میت اگر ماں، باپ میں سے ہو تا ان کے لیے ایصال ثواب جائز ہے جیسا کہ صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کسی صحابی نے اپنی والدہ کے متعلق دریافت کیا کہ وہ اس کی طرف سے صدقہ کر تو کیا اس کا اجر اسے ملے گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں اور یہ ارشاد قرآن حکیم کی اس آیت کریمہ:

وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ (النجم:۳۹)

"ہر انسان کے لیے صرف وہی کچھ ہے جس کی اس نے کوشش کی۔"

کی مخالفت نہیں کیونکہ اولاد خود ماں باپ ک کسب ہے اس لیے اولاد کے اعمال کا اجر و ثواب والدین کو مل سکتا ہے کیونکہ اولاد کا فعل خود والدین کا فعل ہی ہے کیونکہ وہ انہی کی محنت سے پیدا ہوئی۔ لہذا اولاد کا کسب بعینہ والدین کا کسب ہی ہے۔ البتہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص فوت ہو جائے اس پر روزے کی قضا ہو تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے اس طرح کی احادیث میں لفظ ولی زیادہ عموم کا متقاضی ہے اور اس سے کھینچ تان کر کے اگر کسی دوسرے وزیز و قریب کے لیے ایصال کے لیے مستدل بنایا جائے تو ایسا ہو سکتا ہے لیکن ہے پھر بھی کھینچ تان لیکن اس سے بھی آگے بڑھ کر اس سے بالکلیہ اجنبی کے لیے ایصال ثواب پر استدلال کرنا محض سینہ زوری کی بات ہے البتہ قیاس کیا جائے تو اور بات ہے لیکن جو لوگ قیاس کے انکاری ہیں تو ان کے لیے تو کوئی حجت نہیں۔

خیر القرون کے دور میں ایسی امثلہ نہیں ملتیں کہ کسی اجنبی کے لیے کسی نے ایصال ثواب کو جائز سمجھا ہو یا اس کے لیے قرآن خوانی کی ہو۔ البتہ اولاد کا والدین کے لیے صدقہ کرنا وغیرہا کسی امثلہ موجود ہیں اس لیے احتیاط اسی میں ہے کہ اجنبی کے لیے ایصال ثواب سے اجتناب کیا جائے اور ان کے لیے صرف دعا مغفرت و ترحم وغیرہ پر اکتفا کیا جائے، یعنی جس قدر شریعت میں وارد ہوا ہے اس سے آگے نہ بڑھا جائے۔

تاہم جو لوگ اجنبی کے لیے بھی جواز کے قائل ہیں ان ے ک نزدیک بھی کئی شروط ہیں جن کی پابندی لازمی طور پر کرنا ہو گی مثلاً کسی دن وغیرہ کو خاص کر دینا جیسا کہ جاہل لوگ گیارویں، بارویں، عرس وغیرہ کرتے ہیں اس طرح کے نمونے ہرگز نہیں ہونے چاہئیں اور ان کاموں میں سے کسی کام کو کسی خاص مقررہ صورت میں ادا کرنا مثلاً چار مولوی منگوا کر قرآن خوانی کروانا اور اس کے بعد ان کی لذت و لطف کا انتظام کرنا ان باتوں اور ان کے علاوہ اس طرح کی دیگر باتوں سے ان مجوزین من اہل الحق کے نزدیک بھی پرہیز کرنا واجب و لازم ہے۔ اس کے بعد سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اولاد اپنے والدین کے لیے قرآن خوانی کروا سکتی ہے اس کا جواب یہ ہے۔

(وباللہ تعالیٰ التوفیق)

حدیث میں والدین کے لیے عام صدقہ کرنے کا اثبات ہے اور صحیح حدیث میں جو بخاری و مسلم میں ہے جو وارد ہوئی ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((الكلمة الطيبة صدقة)) (الحدیث)

"یعنی آپ ﷺ نے پاک اور طیب کلمہ کو بھی صدقہ قرار دیا ہے۔"

اور قرآن حکیم سے بڑھ کر دوسرا کلمہ طیبہ کا مصداق کیا بن سکتا ہے۔

بہر حال راقم الحروف کی سمجھ کے مطابق اولاد اپنے والدین کے لیے قرآن خوانی کر سکتی ہے لیکن اس طرح کہ خود پڑھ کر ثواب ان کے سپرد کر دے اس طرح نہیں کہ پیٹ کے پجاریوں کو بلا کر ان سے پڑھوا کر اور پھر ان کے لیے اکل و شرب کا انتظام کیا جائے بلکہ خود پڑھے اور اس کے لیے کوئی خاص دن یا وقت مقرر نہ کرے کیونکہ

اللہ تعالیٰ اور مقدس رسول ﷺ سے اس طرح ثابت نہیں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر392

محدث فتویٰ